فدیہ دینے کے بعد طاقت لوٹ آئی مگر روزہ نہ رکھا اور انتقال ہوگیا، تو اب کیا حکم ہے؟

مجیب: مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

فتوی نمبر: Nor-12112

تاریخ اجراء: 17 رمضان المبارک 1443ھ / 19 اپریل 2022ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ نے زندگی میں ہی اپنے قضا روزوں کا فدیہ دے دیا، لیکن ہندہ کی نیت یہ تھی کہ اگر میں صحت یاب ہوگئی تو میں ان روزوں کی قضا کرلوں گی۔ پھر جب وہ صحت یاب ہوئی تو اس نے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا نہیں کی یہاں تک کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اور فدیہ دینے کی کوئی وصیت بھی نہیں کی۔

اب معلوم یہ کرنا ہے کہ ہندہ نے پہلے جو روزوں کا فدیہ دیا تھا کیا وہ فدیہ ان روزوں کی طرف سے شمار ہو جائے گا؟ یا پھر ہندہ کے ورثاء نئے سرے سے ان روزوں کا فدیہ ادا کریں؟؟ رہنمائی فرمادیں۔ سائلہ: فائزہ (via، میل)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَ الصَّوَابِ

اولاً تو یہ یاد رہے کہ روزے کے بجائے اس کا فدیہ ادا کرنے کا حکم فقط شیخِ فانی کے لیے ہے، مطلق مریض کے لیے یہ حکم نہیں۔ شیخِ فانی وہ شخص ہوتا ہے کہ جو بڑھاپے کے سبب اتنا کمزور ہو چکا ہو کہ حقیقتاً اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہی نہ ہو، نہ سردی میں نہ گرمی میں، نہ لگاتار نہ متفرق طور پر اور نہ ہی آئندہ زمانے میں اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو۔ ایسے شیخِ فانی کے لیے شرعاً حکم یہ ہوتا ہے کہ وہ روزے کا فدیہ ادا کرے۔

لہذا پوچھی گئی صورت میں اگر ہندہ شیخِ فانیہ نہیں تھی تو یہ دیا گیا فدیہ نفلی تھا، اور اگر شیخِ فانیہ بھی تھی جب بھی دوبارہ صحت لوٹ آنے پر وہ دیا گیا فدیہ باقی نہ رہا بلکہ ہندہ پر ان روزوں کی قضا لازم تھی، کیونکہ فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق فدیہ دینے کے بعد اگر طاقت لوٹ آئے تو وہ فدیہ صدقہ نفل ہو جاتا ہے اور پھر سے روزے رکھنا اس مریض پر واجب ہوتا ہے۔

البتہ صورتِ مسئولہ میں ورثاء اگر اپنی طرف سے ہندہ کے ان روزوں کا فدیہ ادا کر دیتے ہیں تو ان کا ایسا کرنا بھی شرعاً جائز اور ایک عمدہ عمل ہے، اگرچہ ورثاء پر ایسا کرنا واجب نہیں۔

جو شیخِ فانی نہ ہو اس کا روزے کا فدیہ دینا مستحب ہے جبکہ اسے روزے کا بدل نہ سمجھے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”اگر واقعی کسی ایسے مرض میں مبتلا ہے جسے روزہ سے ضرر پہنچتا ہے تو تا حصولِ صحت اُسے روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے اُس کے بدلے اگر مسکین کو کھانا دے تو مستحب ہے، ثواب ہے، جبکہ اُسے روزہ کا بدلہ نہ سمجھے اور سچے دل سے نیت رکھے کہ جب صحت پائے گا جتنے روزے قضا ہوئے ہیں ادا کرے گا۔“ (فتاوی رضویہ، ج 10، ص 521، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

شیخِ فانی کی وضاحت کرتے ہوئے صدر الشریعہ علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں: ”شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اُس میں اتنی طاقت آنے کی اُمید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا، اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دیدے۔“ (بہار شریعت، ج 01، ص 1006، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فدیہ دینے کے بعد اگر طاقت لوٹ آئے تو پھر سے روزے رکھنا واجب ہوتا ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”ولو قدر علی الصیام بعد ما فدی بطل حکم الفداء الذی فداہ حتی یجب علیہ الصوم ھکذا فی النہایۃ“ یعنی مریض اگر فدیہ دینے کے بعد روزوں پر قادر ہو جائے تو وہ جو فدیہ دے چکا اس کا حکم باطل ہو جائے گا یہاں تک کہ اس پر روزہ رکھنا واجب ہو گا، ایسا ہی نہایہ میں مذکور ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصوم، ج 01، ص 207، مطبوعہ پشاور)

بہارِ شریعت میں ہے: ”اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے، تو فدیہ صدقہ نفل ہو کر رہ گیا ان روزوں کی قضا رکھے۔“ (بہارِ شریعت، ج 01، ص 1006، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

انتقال کے بعد میت کی طرف سے فدیہ ادا کرنے کے حوالے سے فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”ولو فات صوم رمضان بعذر المرض أو السفر واستدام المرض والسفر حتی مات لا قضاء علیہ ۔۔۔ وأدرک من الوقت بقدر ما فاتہ فیلزمہ قضاء جمیع ما أدرک فإن لم یصم حتی أدرکہ الموت فعلیہ أن یوصی بالفدیۃ کذا فی البدائع ویطعم عنہ ولیہ لکل یوم مسکینا نصف صاع من بر أو صاعا من تمر أو صاعا من شعیر کذا فی الہدایۃ۔ **فإن لم یوص وتبرع عنہ الورثۃ جاز، ولا یلزمھم من غیر إیصاء** کذا فی

فتاوی قاضي خان۔"یعنی جس کا رمضان کا روزہ مرض یا سفر کے عذر کی بنا پر قضا ہوا اور اس کا وہ مرض اور سفر جاری رہا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہوا تو اس روزے کی قضاء لازم نہیں۔۔۔۔ہاں! اگر مریض شفایاب ہو گیا تھا یا پھر مسافر سفر سے لوٹ آیا تھا اور اس نے روزے کی قضاء کرنے کے وقت کو بھی پالیا تھا تو اس صورت میں ان تمام چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء اس کے ذمہ لازم ہو گی پس اگر اس نے روزے نہ رکھے یہاں تک کہ اسے مرض الموت نے آلیا تو اب اس پر لازم ہے کہ وہ ان روزوں کے فدیہ کی وصیت کرے "بدائع" اور اس کا ولی ہر دن ایک مسکین کو گندم سے نصف صاع اور کھجور یا جو سے ایک صاع کی مقدار صدقہ کرے اور اگر اس نے وصیت نہ کی لیکن ورثا تبرعاً اس کی طرف سے فدیہ دے دیں تب بھی جائز ہے، اگرچہ بغیر وصیت کے ورثاء پر یہ فدیہ دینا لازم نہ تھا" فتاویٰ قاضی خان"۔(فتاویٰ عالمگیری، کتاب الصوم، ج 01، ص 207، مطبوعہ پشاور، ملتقطاً)

بہارِ شریعت میں ہے:"اگر یہ لوگ اپنے اُسی عذر میں مر گئے، اتنا موقع نہ ملا کہ قضا رکھتے تو ان پر یہ واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیت کر جائیں پھر بھی وصیّت کی تو تہائی مال میں جاری ہوگی اور **اگر اتنا موقع ملا کہ قضا روزے رکھ لیتے، مگر نہ رکھے تو وصیّت کر جانا واجب ہے** اور عمداً نہ رکھے ہوں تو بدرجہ اَولیٰ وصیّت کرنا واجب ہے **اور وصیّت نہ کی، بلکہ ولی نے اپنی طرف سے دے دیا تو بھی جائز ہے مگر ولی پر دینا واجب نہ تھا۔**"(بہارشریعت، ج 01، ص 1005، مکتبۃ المدینۃ، کراچی)

نوٹ: روزے سے متعلق ضروری احکام جاننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب **"فیضانِ رمضان، صفحہ 71 تا 158"** سے **"احکامِ روزہ"** کا مطالعہ بے حد مفید رہے گا۔ اس کتاب کو دعوت اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤن لوڈ بھی کر سکتے ہیں۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم